© rasailojaraid.com

پروفیسر محمد اکرام تائبؔ

رنگِ سخن

موجِ خیال

آرزوئے شبِ وصال نہ کر
اُن کو چُھونے کی تو مجال نہ کر
سانس سکھ کا کبھی تو آئے گا
اب یہ بُھولے سے بھی تو خیال نہ کر
اپنی غیرت کا امتحان نہ لے
گھٹ کے مر جا مگر سوال نہ کر
ذکرِ جام و خُم و کلال نہ کر
دھول اڑتی ہے موت کی تائبؔ
اب تو آرائشِ جمال نہ کر

فکاہیہ

حسرت موہانی کی روح سے معذرت کے ساتھ

''بھلاتا لاکھ ہوں لیکن برابر یاد آتے ہیں''
الٰہی مجھ کو ہمسائے وہ کیوں کر یاد آتے ہیں
''نہ چھیڑ اے ہم نشیں! کیفیتِ صہبا کے افسانے''
مجھے پولیس کے اب تک وہ ہنٹر یاد آتے ہیں
''نہیں آتی تو یاد اُن کی مہینوں تک نہیں آتی''
مگر جب کام پڑتا ہے تو اکثر یاد آتے ہیں
کِیا تھا تم نے یہ وعدہ کہ اُن کو بھول جاؤں گا
''تجھے تو اب وہ پہلے سے بھی بڑھ کر یاد آتے ہیں''
گئے تھے مانگنے جب ووٹ ہم پچھلے الیکشن پر
سڑے انڈے، گلے مجھ کو ٹماٹر یاد آتے ہیں
اُڑا کر لے گئے بٹوہ گلے ملتے ہی جو تائبؔ
تمہارے شہر کے وہ بھی ستم گر یاد آتے ہیں

© rasailojaraid.com